ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر عظمیٰ نورین
شعبہ اردو جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ
ڈاکٹر رفعت چوہدری
شعبہ اردو: جی سی ویمن یونیورسٹی سیالکوٹ

نثری نظم کا نظریاتی بیانیہ

Dr.Uzma Noreen *
Department of Urdu: GC Women University Sialkot.
Dr Rifat Ch.
Department of Urdu: GC women University Sialkot.
***Corresponding Author:**

A theoretical Description of Subtle Prose

Urdu literature and language are based on two speech patterns: poetry and prose, with prose poetry prioritizing emotion and thought, also known as subtle prose, subtle composition, or subtle literature. Prose poetry is a sophisticated form of literature with a rich heritage in both the East and West. It has evolved through abstraction and allegory, but urban living issues have not served as its starting point. The progressive movement in 1936 informed poets about reality, forming the foundation of contemporary prose poetry. It explores various topics, including literary, political, social, economic, moral, and women's issues. Despite being rejected by some, Urdu poetry continues to evolve with various themes and stylistic elements, displaying its unique grandeur in the twenty-first century.

Key Words: *Urdu, Speech patterns, Prose poetry. Urdu literature, referred, West, Literary perspective, Modified, Progressive movement, contemporary, Variety, Stylistic elements.*

اردو زبان و ادب بنیادی طور پر دو اصناف سخن پر مبنی ہے۔ نثر اور شاعری، نثر مزید دو اقسام افسانوی اور غیر افسانوی ادب میں منقسم ہو جاتی ہے جب کہ شاعری کا دامن غزل اور نظم سے مرصع ہے۔ موضوع کے اعتبار

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

سے حمد، نعت، مناجات، منقبت، قصیدہ، مرثیہ، غزل، شہر آشوب، واسوخت، ریختی، پیروڈی، گیت، ہجو اور ہئیت کے اعتبار سے نظم کی اقسام میں مثنوی، رباعی، قطعہ، مسمط، ترکیب بند، ترجیع بند، پابند نظم، آزاد نظم، سانیٹ، ترائیلے، ہائیکو اور نثری نظم شامل ہیں۔ نظم، اور نثر کا بنیادی فرق کیا ہے۔ اس پر گزشتہ چند برسوں سے کافی غور و حوض کیا گیا ہے۔ مختلف ناقدین کی تحریروں کو یکجا کیا جائے تو یہ یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نثر و نظم کے درمیان امتیاز کرنے کے اصول کچھ یکساں ہیں اور کچھ مختلف بھی۔ جو لوگ نظم کو وزن اور بحر سے الگ کر کے نہیں دیکھنا چاہتے۔ وہ کسی بھی نثری صنف کے ساتھ لفظ نظم کی شمولیت کو ایک بے جا مداخلت تصور کرتے ہیں۔ مگر رفتہ رفتہ نثر و نظم کا کلاسیکی تصور جدید تصور شعر کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر اجتماع ضدین کی صورت پیش کرتا ہے۔ نثر اور نظم کو کن بنیادوں پر الگ کیا جائے۔ اس سلسلے میں جو مباحث سامنے آئے ہیں ان کی روشنی میں اردو میں شعر کے کلاسیکی تصور کو پہلی مرتبہ حالی نے رد کرتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ:

> " وزن سے شعر کی خوبی اور تاثیر دوبالا ہو جاتی ہے۔ شعر کے لیے وزن ایک ایسی چیز ہے۔ جیسے راگ کے لیے بول، جس طرح راگ فی حد ذات الفاظ کا محتاج نہیں۔ اسی طرح نفس شعر وزن کا محتاج نہیں۔ " (۱)

الطاف حسین حالی کی نظر میں شعر میں وزن کی قید بے معنی ہے۔ حالی نے جس وقت یہ نظریہ پیش کیا۔ اس وقت آئی آئی اثر (امداد امام اثر) اور شبلی نعمانی جیسے ناقدین موجود تھے۔ جن کی تنقیدی کتابوں میں بھی وزن و شعر کے مباحث ملتے ہیں۔

مولانا شبلی نعمانی اپنی تصنیف شعر العجم میں بیان کرتے ہیں کہ:

> " آج تو مسئلہ بالکل فیصل ہو چکا ہے۔ لیکن قدما کے کلام میں بھی اس کے اشارے بلکہ تصریحات پائی جاتی ہیں کہ شاعری صرف وزن و قافیہ کا نام نہیں۔ "(۲)

نامور محقق مسعود حسن رضوی ادیب نے اپنی کتاب ہماری شاعری میں شعر کی ماہیت اور ضرورت پر معروضیت کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے کہ کس نے شعر کے لیے وزن کو لازمی سمجھا ہے اور کون وزن کو شعر کے لیے غیر اہم مانتا ہے ۔ ان کے مطابق:

> علم عروض کی اصطلاح میں کلام موزوں کو شعر کہتے ہیں
> اور منطق کی اصطلاح میں شعر اس کلام کا نام ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

جو انبساط، انقباض نفس کا باعث ہو یا یوں کہیے کہ وہ کلام جس میں اثر ہو۔۔ اگر کوئی کلام موزوں ہو مگر بے اثر ہو تو وہ عروض کے اعتبار سے شعر ہو گا۔ مگر منطق اسے شعر نہ کہے گی۔اسی طرح اگر کسی کلام میں اثر ہو مگر وہ موزوں نہ ہو تو منطق کی رو سے وہ شعر ہو گا۔ مگر عروض اسے شعر نہ سمجھے گا۔ اس لیے کامل شعر اسے سمجھنا چاہیے۔جو عروضیوں کے نزدیک بھی شعر ہو اور منطقیوں کے نزدیک بھی۔" (۳)

مسعود حسن رضوی ادیب نے شعر کی منطقی اور عروضی تعریف بیان کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا اس سے ان کی وسیع النظری کا برملا اظہار ملتا ہے۔ مگر وہ ساتھ ہی شعر کے لیے وزن کو بھی لازمی سمجھتے ہیں۔کامل شعر کے لیے وہ عروض و منطق دونوں کی شرائط کو شعر میں ڈھونڈتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ وہ آزاد نظم کو نظم نہیں مانتے۔حالی کے بعد شعر کے لیے عروضی پابندیوں پر گفتگو کا جو سلسلہ شروع ہوا،وہ آج بھی کسی نہ کسی صورت میں کہیں نہ کہیں جاری ہے۔مسعود حسن رضوی کی کتاب "ہماری شاعری" بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔مسعود حسن رضوی ادیب نے اپنی کتاب کو مقدمہ شعروشاعری کا نتیجہ قرار دیا ہے۔یہ درست ہے کہ ہماری شاعری کی قرات مقدمہ شعروشاعری کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔مگر مسعود حسن رضوی ادیب کا نظریہ شعر حالی کے نظریہ شعر سے مختلف ہے۔وہ وزن کی قید سے باہر نہیں نکلتے۔حالانکہ حالی کے پیش کردہ تصور شعر کے ساتھ ہی وزن کا طلسم ٹوٹنے لگا تھا۔ نظم معرا کے فروغ نے کلاسیکی تصور شعر کو جدید تصور شعر کے قریب کر دیا۔معرا نظم نے حال ہی میں مقبولیت حاصل کی تھی کہ تصدق حسین خالد، محمد دین تاثیر وغیرہ نے آزاد نظم کا پرچم بلند کیا، جس کے باعث معرا نظم کو محدود سطح پر کسی نہ کسی طرح قبول کیا جانے لگا۔اس حوالے سے مسعود حسن رضوی ادیب لکھتے ہیں کہ:

مطلع کو چھوڑ کر غزل کا ہر شعر علیٰحدہ علیٰحدہ ایک غیر مقفیٰ نظم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ نہیں ہوتے۔اور ان غیر مقفیٰ نظموں سے ہم کو وحشت نہیں ہوتی۔اسی طرح ہماری قدیم شاعری میں Blank Verse کا جواز موجود ہے۔اور ہمارے ذوق کے لیے وہ کوئی اجنبی چیز نہیں ہے۔"(۴)

مسعود حسن رضوی ادیب کے مذکورہ اقتباس میں انسانی نفسیات پوشیدہ ہے۔ہم ہر نئی چیز یا تجربے کی بنیاد یا تو جیہہ ماضی اور قدیم تاریخ میں تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔مسعود حسن رضوی ادیب معرا نظم کو قبول کرتے ہیں کیونکہ اس کی بنیاد غزلیہ اشعار میں موجود ہے۔اس کے برعکس آزاد نظم کا جواز قدیم شعریات میں نظر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

نہیں آتا، اس لیے یہ قسم کے تجربات ان کے خیال میں مردود ہیں۔ یہ رویہ صرف مسعود حسن رضوی ادیب کا نہیں بلکہ اس دور کے اکثر اہل علم اس مؤقف کی حمایت کرتے تھے۔

ابتدا میں آزاد نظم کو جس طرح تنقید کا نشانہ بنایا گیا وہ ادب کا ایک تاریخی قصہ ہے۔ مسعود حسن رضوی ادیب نے جس وقت یہ باتیں لکھی تھیں اس وقت آزاد نظم اپنے ابتدائی دور سے گزر رہی تھی۔ ن۔م راشد، میرا جی، اختر الایمان، مخدوم، وحید اختر، خورشید الاسلام، شہریار، باقر مہدی، محمد علوی وغیرہ نے آزاد نظم کے معیار اور شہرت کو بلند کیا۔ اب اس مقام پر پہنچ کر وزن و بحر کی قید ایک بار پھر بے معنی محسوس ہونے لگی تو مزید تجربات کیے گئے۔ نظم معرا کے بعد نظم میں ایک اور انقلابی تجربہ سامنے آیا۔ اس بار آزاد نظم نئے اظہار کے طور پر سامنے آئی۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایسی نظمیں لکھی گئیں۔ جن میں بحروں اور ارکان کی نئی تقسیم اور ترتیب سے کام لیا گیا۔

اس ضمن میں انگریزی نظموں اور اردو کی قدیم اصناف سخن سے بھی استفادہ کیا گیا۔ یہ تجربے بحر، وزن اور نظم کے بیانیہ عنصر میں کسی قسم کی واضح تبدیلی کا سراغ نہیں دیتے۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد جب اردو نظم خارجیت، توضیح پسندی اور مقصدیت سے کنارہ کش ہو کر داخلیت، اشاریت پسندی اور عدم مقصدیت کی طرف مائل ہوئی۔ تو اس کی ہیئت اب نظم کی داخلی اور خارجی ہیئت باطنیت اور سریت سے پہچانی جانے لگی۔ اس ضمن میں حالی کا یہ بیان کہ شعر وزن کا محتاج نہیں، ایک صدی گزر جانے کے باوجود بھی معنی خیز ہے۔ نثری نظم کے شاعر و ناقد عارف عبدالمتین نے اس موضوع کو سمیٹتے ہوئے اپنے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا کہ::

> "نثری نظم موجودہ اصناف سخن کا منطقی نتیجہ ہے۔ اگر ہم تاریخی مناظر میں اصناف سخن کا جائزہ لیں تو ہم پہ کھلے گا کہ ہم سالہا سال بتدریج نثری نظم تک پہنچے ہیں۔ اور درمیانی مراحل میں نظم پابند، نظم معرا اور آزاد نظم ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اور اب نثری نظم آئی ہے۔"(۵)

ادب میں دیگر اصناف سخن کی طرح نثری نظم کی بھی کوئی حتمی، جامع اور مانع تعریف نہیں کی جا سکی۔ ادب کا معاملہ سراسر ذوقی اور وجدانی ہے۔ شناخت کے لیے ہم اپنے طور پر چند اصول وضع کر لیتے ہیں اور انھی کی مدد سے کسی فن پارے کی قدر و قیمت متعین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

نثری نظم کے متعلق **محمد حسن** لکھتے ہیں کہ:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

زمانہ قدیم سے شاعری کی یہی تعریف ہوتی آئی ہے کہ وہ جذبے،احساس اور تخیل کو بیدار کرتی ہے۔اور اپنی نغمگی، محاکات اور ماورائے سخن بھی ہے۔ایک بات کے ذریعے اپنے پڑھنے والے کو محض معلومات دینا نہیں چاہتی بلکہ اسے وسیع تر ذہنی، تخیلی اور جذباتی فضا میں داخل کرنے کا وسیلہ بنتی ہے۔نثری نظم اگر یہ کام کرتی ہے تو یہی اس کی شناخت ہے۔اور اسی بنا پر اسے شاعری کی صنف میں شامل کرنا ہو گا۔"(۶)

گوپی چند نارنگ اس سلسلے میں رقم طراز ہیں کہ:

"کوئی ایسا فن پارہ جس میں بحور و اوزان کی روایتی رسمیات سے قطع نظر کر کے زبان کا زندہ رہنے والا استعمال کیا گیا ہو اور خاموشی کے وقفوں سے مناسب قالب سازی کی گئی ہو، نیز اس میں وہ معنیاتی وحدت بھی ہو۔جسے عرف عام میں نظم سے منسوب کیا جاتا ہے تو ایسے فن پارہ کو نثری نظم کہتے ہیں۔"(۷)

نامور مترجم، محقق اور ماہر لسانیات گوپی چند نارنگ کی نثری نظم کی تعریف نظم کی تخلیقات سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔نثری نظم میں روایتی اوزان و بحور سے بچا جاتا ہے۔یہ صنف مروجہ عروضی نظام کے خلاف ایک احتجاج اور بغاوت کی شکل میں ابھری ہے۔اس لیے اس کی بنیادی پہچان یہی ہو گی کہ یہ روایتی بحور اور اوزان کی قید سے آزاد ہے۔نثری نظم وہ اظہار کا طریقہ ہے، جس میں خیال اور احساس کو اہمیت دی جاتی ہے۔اس میں نظم اور نثر کے عمومی اصولوں سے انحراف برتا اور دیکھا جاتا ہے۔نثری نظم ایسی شاعری کے زمرے میں آتی ہے، جو نثر کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔نثری نظم خیالات اور جذبات کو اجاگر کرنے کا عمل ہے۔اس عمل میں شاعر کو محض اپنے خیالات کی ترجمانی کی پیش کش مطلوب و مقصود ہوتی ہے علاوہ ازیں کسی دیگر خارجی معاونت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں نثری شاعری verselibre شاعرانہ نثر poetic prose دونوں کو پیراگراف کی ہیئت میں لکھا جاتا ہے۔لیکن آزاد نظم free verse اور نثری نظم prose poem دونوں کو مصرع مسلسل Run on line کی ہیئت میں لکھا جاتا ہے۔اسطرح ہیئت کے اعتبار سے آزاد نظم اور نثری نظم ایک دوسرے سے کافی مماثلت رکھتی ہیں۔لیکن تکنیکی اعتبار سے دونوں میں نمایاں فرق موجود ہے۔جسے ہم رکنی آہنگ اور لسانی آہنگ کہہ سکتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

نثری نظم کی تنقید کا زیادہ تر حصہ اس کی ساخت سے متعلق ہے۔ مختلف ناقدین اور تخلیق کاروں نے اس صنف کے لیے کئی نام تجویز کیے ہیں۔ نثری نظم کی لفظی ترکیب پر تنقید کرنے والوں میں وزیر آغا نمایاں ہیں۔ انھوں نے اپنے رسالے اوراق " میں نثری نظم پر بحث کا آغاز کیا ۔ان کا ماننا ہے کہ نثر اور نظم دو جداگانہ اور متضاد اظہار کے ذرائع ہیں، اس لیے وہ نثری نظم کو نثر لطیف کا نام دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ نثری نظم کے بارے میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ یہ نظم نہیں بلکہ نثر ہے، اور اسی لیے نثر لطیف کا نام مناسب ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا نے نثری نظم کی لفظی ساخت کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں لکھا ہے کہ:

> "میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ نثری نظم کے لیے کوئی اور نام تجویز ہونا چاہیے۔تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شعراء کی نئی نسل نظم اور نثر کے فرق ہی سے نا آشنا ہو کر رہ جائے۔۔۔۔ آزاد اور پابند ہونا نظم کی ایک صفت ہے۔اور اس لیے نظم آزاد اور پابند کی ترکیب میں کوئی تضاد موجود نہیں۔ لیکن نثری نظم کی ترکیب تو دو مختلف اصناف کے ناجائز رشتے کی ایک صورت ہے۔اور اسی لیے قابل اعتراض ہے۔"(۸)

وزیر آغا کے مطابق یہ ترکیب لفظی اور معنوی اعتبار سے غلط ہے ۔لہٰذا اسے نثر لطیف کا نام دیا جانا چاہیے۔ وزیر آغا نے نثری نظم کے سلسلے میں جو سوالات اٹھائے ہیں۔ان میں اردو ادب سے محبت اور نئی نسل کی فکر مندی دکھائی دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی تخلیقات پر قدغن نہیں لگاتے مگر اس کی صنفی شناخت کے لیے فکر مند ضرور دکھائی دیتے ہیں۔احمد ندیم قاسمی نثری نظم کی ترکیب کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ:

> "میں نثری نظم کی اصطلاح کا قائل نہیں۔اس لیے عادی بھی نہیں ہوں کیونکہ یہ اصطلاح ہی تضاد کا شکار ہے۔ نثری نظموں کو زیادہ سے زیادہ شاعرانہ کہا جاسکتا ہے۔"(۹)

اس حوالے سے ان کی رائے یہ ہے کہ نثر اور نظم ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔میرے خیال میں نثری نظم کی بجائے اسے نثری شاعری کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔جبکہ نثری نظم کو انشائیہ قرار دیتے ہوئے نامی انصاری نے اس صنف کے لیے منثائیہ کا نام تجویز کیا ہے۔نثر اور نظم ادب کے دو مختلف شعبے ہیں۔مگر دونوں کی حدود کا واضح تعین آج تک نہیں ہو سکا۔شعر کب نثر بن جاتا ہے اور نثر کب شعر کا قالب اختیار کر لیتی ہے پتہ ہی نہیں چلتا۔

گوپی چند نارنگ نے اس سلسلے میں وضاحت کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے کہ:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31
ماخذ تحقیقی مجلہ

”رہی یہ بات نثری نظم کی اصطلاح ہی متضاد صفات کی حامل ہے تو اوّل تو ادب میں نثر و نظم کی حدود ہی واضح نہیں۔ دوسرے یہ کہ مختصر نظم کا تصور بھی ہماری کئی دوسری اصناف کی طرح مغرب سے مستعار ہے۔اور اگر ناول اور ڈرامے کو ڈرامے کہنے پر ہمیں اعتراض نہیں تو prose poemپر مبنی اصطلاح کو اعتراض کا کیا محل ہے۔"(۱۰)

نثری نظم کی لفظی ترکیب غلط ہو یا صحیح دیکھا یہ جانا چاہیے کہ اس نام کے تحت لکھی جانے والی تخلیقات ہمیں کتنا متاثر کرتی ہیں۔ کیونکہ اس اصطلاح کو نصف صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لغت کے اصولوں کے مطابق ہر ربع صدی کے بعد کچھ اسماء، افعال اور الفاظ متروک ہو جاتے ہیں۔ اگر اس کلیہ کو نظر میں رکھیں تو تمام تر کوششوں کے باوجود نثری نظم نہ تو متروک ہوئی اور نہ ہی اس کی شہرت میں کوئی کمی آئی ہے۔ البتہ وہ تمام متبادل نام جو نثری نظم کے لیے پیش کیے گئے تھے اب متروک ہو چکے ہیں۔ نثری نظم کی ترکیب کل بھی با معنی تھی۔ آج بھی اردو ادب میں ایک حلقہ موجود ہے جو نثری نظم کو شاعری تسلیم نہیں کرتا اور اس کے تنقیدی کلامیے میں بھی اس قسم کی تخلیقات کو نثری نظم کے طور پر فوراً مسترد کر دیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نثری نظم کے مخالفین کے درمیان بھی نثری نظم کی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ رواج نثری نظم کی لفظی ترکیب کی موزوں ہیئت کی گواہی دیتا ہے۔

نثری نظم کے تجربے کے ساتھ ہی اس کی صنفی نوعیت پر بحث کی گئی۔ سجاد ظہیر نے جب اپنی نظمیں (پگھلا نیم، مجموعہ نظم) محفلوں میں سنائیں اور رسالوں میں شائع کیں تو ان کے احباب نے ان نظموں کی صنفی نوعیت سے متعلق سوالات قائم کیے۔ صنفی نوعیت پر گفتگو کرنے والوں میں فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، سکندر علی واجد جیسے شعراء شامل تھے۔ کچھ لوگوں نے سجاد ظہیر کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی تخلیقات کو نظم نہ کہیں بلکہ شعری یا نثری شاعری یا شعر منثور کا نام دیں۔ نثری نظم کی صنفی نوعیت پر گفتگو فطری تھی۔ اردو میں نثری نظم پہلا ایسا تجربہ ہے۔ جس میں شعر کے مسلمہ سانچوں سے انکار پایا جاتا ہے۔ اور نثر کی جملہ خوبیوں سے بھی احتراز برتا جاتا ہے ۔نثری نظم کی صنفی نوعیت پر جو مباحث سامنے آئے ہیں۔ انھیں تین خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

- نثری نظم: نظم کی ایک قسم ہے۔
- نثری نظم: صنف سخن ہے۔
- نثری نظم: نہ شاعری کی صنف ہے نہ نثر کی بلکہ یہ ایک علیحٰدہ صنف ہے۔ جس میں دونوں اصناف کی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

نثری نظم کو نثر کی صنف قرار دینے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ مگر ان میں عام طور پر وہی لوگ شامل ہیں۔ جو شعر اور نظم کے لیے وزن کو اولین شرط قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر آغا کا نام سرفہرست ہے۔ نثری نظم کو نثر قرار دینے والوں میں فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی، قاضی عبدالودود، نامی انصاری، ساجدہ زیدی، احسان دانش اور ذوالفقار تابش کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ فیض احمد فیض نے ایک انٹرویو میں فرمایا تھا کہ نثری نظم کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔۔ اس قسم کی نثر کو کبھی ادب لطیف، کبھی انشائے لطیف اور کبھی نثر لطیف کہا جاتا ہے جبکہ احمد ندیم قاسمی نے کہا کہ نثری نظموں کو زیادہ سے زیادہ شاعرانہ نثر کہا جا سکتا ہے۔ رضی ترمذی لکھتے ہیں کہ آج کی نثری نظم بھی ادب لطیف ہی کی ایک قدرے بدلی ہوئی شکل ہے۔ جو فارم کے لحاظ سے ادب لطیف ہی ہے۔ مگر خیال کے لحاظ سے ایک گونہ مختلف۔

ساجدہ زیدی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں کہ نثری نظم زیادہ سے زیادہ نثر ہی رہے گی۔ نظم کا نام لگا دینے سے نظم نہیں بن سکتی۔ ان حضرات کی نثری نظم کے بارے میں رائے دیکھیں تو وہ اس تجربے سے خوش نہیں جب کہ نظم و نثر سے علیٰحدہ نثری نظم کو نثر کی صنف قرار دینے والوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ اس گروہ میں نثری نظم کے تمام شعراء کے علاوہ باقر مہدی، انیس ناگی، شمس الرحمٰن فاروقی، سلیم اختر، گوپی چند نارنگ، شمیم حنفی، شین کاف نظام جیسے لوگ شامل ہیں۔ انیس ناگی اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ عصر حاضر کی بین الاقوامی ادب میں نثری نظم شعری اظہار کا ایک جاندار اسلوب ہے۔ ضیاء الحسن لکھتے ہیں کہ تمام مخالفت کے باوجود نثری نظم کا چلن روز افزوں ہے اور متعدد متبادل ناموں کے باوجود اس صنف شعر کو نثری نظم ہی کہتے ہیں۔

بین الاقوامی ادب میں نثری نظم ایک بھرپور شاعری کا انداز ہے۔ ضیاء الحسن کے مطابق، تمام مخالفتوں کے باوجود نثری نظم کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے اور مختلف متبادل ناموں کے باوجود، اس صنف شعر کو نثری نظم ہی کہا جاتا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنے مضمون شعر غیر شعر اور نثر میں شعر کی خصوصیات اور شاعری کی شناخت و عناصر پر بات کرتے ہوئے نثری نظم کو بھی شاعری میں شامل کیا ہے۔ ظفر اقبال اور شمیم حنفی نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ نثری نظم ایک نئے تخلیقی کلچر کا خاکہ بناتی ہے۔ ایک تیسرے گروہ نے نثری نظم کو ایک علیٰحدہ صنف قرار دیا ہے، جس میں وزیر آغا کا نام نمایاں ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ نثری نظم کی ترکیب دو مختلف اصناف کے ناجائز رشتے کی صورت ہے۔ وزیر آغا کے اس نظریے کی تائید وارث علوی کے ایک بیان سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے نثری نظم اور شعری افسانہ کو باسٹرڈ صنف کے طور پر قرار دیا ہے، جبکہ عبد المغنی نے نثری نظم کو مخنث

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

صنف جانا ہے۔ یہ تینوں افراد نثری نظم کے تجربے سے مطمئن نہیں ہیں، مگر اسے نظم و نثر سے الگ کچھ اور سمجھتے ہیں۔ چاہے انھوں نے اسے کسی بھی نام سے یاد کیا ہو، لیکن یہ واضح ہے کہ یہ نظم اور نثر نہیں ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اب حقیقت یہ ہے کہ نثری نظم ایک ادبی صنف ہے اور یہ بھی نظم کے زمرے میں آتی ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ اس صنف میں الفاظ کا جو استعمال ہوتا ہے، وہ صرف شاعری میں ہی ممکن ہے۔ نثری نظم کا اجمال اور ابہام اسے شاعری سے قریب کرتا ہے۔ وزن و بحر کا التزام شعر کے لیے ضروری نہیں ۔نثری نظم کی تفصیل اور منطقی استدلال سے بھی گریز کرتی ہے۔ بودلیئر کے زمانے سے ہی نثری نظم شاعری کی صنف سمجھی جاتی رہی ہے۔ اور آج بھی یہ صنف شعر کے طور پر ہی مقبول ہے۔

نثری نظم پر اعتراضات کا سلسلہ سجاد ظہیر کی نظموں کی اشاعت کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ نثری نظم پر اعتراضات کا سلسل ہنوز جاری و ساری ہے۔ ۱۹۷۰ء کے زمانے میں کلام حیدری نے ماہنامہ آہنگ کے اداریہ میں نثری نظم پر تین اعتراضات عائد کیے تھے۔

۱۔ نثری شاعری کو نقادوں نے اپنے مضامین کے سہارے صنفی جواز اور منطقی اساس فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔

۲۔ شاعری کے لیے آہنگ ضروری ہے۔ اور آہنگ صرف داخلی نہیں بلکہ الفاظ کی ترتیب سے ابھرنے والے آہنگ کو طلسم شاعری کے لیے مخصوص قرار دیا گیا ہے۔

۳۔ نثری نظم کا تعلق ادب لطیف سے ہے۔

کلام حیدری نے نثری نظم کے مباحث کو لفظ چکر سے تعبیر کیا ہے۔ جس سے ایک مدیر کی غیر سنجیدگی اور ہلکے پن کا اظہار ہوتا ہے۔ مظفر حنفی نثری نظم پر اعتراضات کے سلسلے میں اپنی رائے کو ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں کہ میرے نزدیک نثری نظم سنجیدہ شعری اظہار نہیں ہے ۔ثبوت اس کا یہ ہے کہ تاحال جن لوگوں کی نثری منظومات سامنے آئی ہیں ان میں سے بیشتر نقاد ہیں۔ مثلا "پگھلا نیم "والے سجاد ظہیر یا عصری ادب والے ڈاکٹر محمد حسن۔ اور ظاہر ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے کئی نئی صنف سخن کی ایجاد کی توقع نہیں کر سکتے یہ منصب تو تخلیق کار کا ہے۔ مظفر حنفی کے یہاں سنجیدہ شعری اظہار کا تصور ہے۔ لیکن نثری نظم کو سنجیدہ شعری اظہار نہیں سمجھتے۔ مظفر حنفی کے اعتراض کی نوعیت بھی کلام حیدری جیسی ہے۔ انھیں اعتراض اس بات سے ہے کہ سجاد ظہیر اور محمد حسن

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

جب تخلیق کار نہیں ہیں۔ تو انھوں نے یہ تجربہ کیوں کیا؟۔ اگر نثری نظم کا تجربہ وہ خود کرتے یا کوئی پختہ شاعر کرتا تب یہ تجربہ قابل داد ہوتا۔

نثری نظم پر اکثر یہ اعتراض بھی ہوتا رہا ہے کہ اسے متشاعر اور ناموزوں اشخاص ہی اختیار کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں شمس الرحمٰن فاروقی نے واضح کر دیا ہے کہ شاعر ہونے کے لیے موزوں طبع ہونا لازم ہے۔ اصل میں اس تقسیم کے اعتراضات حقائق سے چشم پوشی کی کوشش ہے۔ نئے شاعروں کی تخلیقات کا ایمانداری سے مطالعہ کیا جائے تو نثری نظم کی توانائی اور اس کی سحر انگیزی کا احساس ہو گا۔ کیونکہ تخلیقات ہی اعتراضات کا بہتر جواب ہے۔

بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو نثری نظم کا آغاز خاصا دلچسپ ہے۔ اس سلسلے میں مغرب و مشرق کی ادبی اصناف اور ان کی مختلف ہیئتوں کے حوالے خاص طور پر دیئے جاتے رہے ہیں۔ مغرب میں اسے فرانس، امریکہ اور برطانیہ کی شاعری میں تلاش کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو مشرق میں اسے سنسکرت اور عربی کی دین قرار دیا گیا اور کبھی ہندوستان میں اسے لوک گیت اور ویدوں کے علاوہ بنگلہ زبان کی ناٹک منڈلیوں کی پیداوار کہنے پر اصرار کیا گیا۔ اردو میں نثری نظم کی ابتداء پر گفتگو کرنے والوں نے اس کا رشتہ کبھی رومانی تحریک، ادب لطیف، خلیل جبران اور ٹیگور کے اردو تراجم سے قائم کیا اور کبھی اسے میراجی کی سیمابی طبیعت کا نتیجہ قرار دیا گیا تو کبھی اسے سجاد ظہیر کی عروضی نارسائی اور کبھی احمد ہمیش کی ہندی سے مرعوبیت کا نام دیا گیا۔

نثری نظم کے عالمی تناظر کے حوالے سے اردو کے بعض ناقدین کا خیال ہے کہ اردو نظم و نثر اور دوسری جدید اصناف کی طرح نثری نظم بھی مغرب سے اردو میں وارد ہوئی ہے۔ میراجی نے جب فرانسیسی شاعر ملارمے کی نظموں کو اردو میں منتقل کیا تو انھیں احساس ہوا کہ ملارمے کی نظمیں مروجہ بحر و وزن کی پابند نہیں ہیں۔ میراجی نے ملارمے کی نظموں کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ میراجی کی شاعری میں نثری نظم نہیں ہے۔ لیکن ان کی نظموں میں نثری نظم کی طرف جانے کا اشارہ ضرور ملتا ہے ۔ عام طور پر مغرب میں نثری نظم کا پہلا شاعر چارلس بودلیئر کو ۱۸۶۴-۱۸۲۱ تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کا شعری مجموعہ "پیرس کا کرب "نثری نظم کا پہلا شعری مجموعہ مانا جاتا ہے۔ اس کا اصل نام Le spleen de paris ہے۔ اردو میں اس کا نام پیرس کا کرب ہے، جس کا ترجمہ لیئق بابری نے کیا ہے، جبکہ مظہر مہدی نے اس کا ترجمہ "ہ پیرس کا شہر "کے نام سے پیش کیا۔

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

انگریزی میں جن شاعروں نے اس صنف کو وسیلہ اظہار بنایا ان میں سے چند اہم نام آسکر وائلڈ، ایذرا پاؤنڈ، ٹی ایس ایلیٹ، سینٹ جان پرس، اہمی لوویل وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ نثری نظم صرف فرانسیسی اور انگریزی زبان میں ہی نہیں لکھی اور کہی گئی ہے بلکہ اس کی روایت روسی، چینی اور جاپانی زبانوں میں بھی ملتی ہے۔ چینی زبان میں نثری نظم اس وقت موجود تھی جب ہندوستان میں وید کا زمانہ تھا۔ چار سو سال قبل مسیح کے ایک چینی شاعر سنگ یو کی نثری نظم تھی، جس کا انگریزی ترجمہ Rather Wiley نے کیا۔ انگریزی ترجمہ سے اس نثری نظم کو اردو میں "توانا ہوائیں بیمار ہوائیں" کے عنوان سے پیش کیا گیا۔ روسی زبان میں نثری نظم کو متعارف کرانے کا سہرا عمومی طور پر ترگنیف کے سر باندھا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک نثری شاعری کا مؤجد ترگنیف، مشہور روسی مفکر ہے، مگر ہمیں ایلمرڈ کی تصنیف "LIFE of Tolstoy" سے پتہ چلتا ہے کہ اشعار لکھنے کا خیال سب سے پہلے ٹالسٹائی کے ذہن میں آیا تھا۔ ٹالسٹائی کا دور 1828 سے 1910 تک تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب فرانس میں بودلیئر نظم لکھ رہے تھے، اسی وقت ٹالسٹائی اور ترگنیف نے روسی زبان میں نثری نظم تخلیق کی۔

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نہ صرف مغرب میں بلکہ مشرق میں بھی نثری نظم کی ایک قابل ذکر روایت رہی ہے۔ مغرب بالخصوص فرانس میں یہ روایت بہت جلد ختم ہوگئی۔ فرانس میں عروضی نظام سے مکمل آزادی کی خواہش کے سبب نثری نظم وجود میں آئی تھی۔ بعد میں آزاد نظم کا رواج ہوا تو نثری نظم کم لکھی جانے لگی۔ اردو میں اس کا معاملہ برعکس ہے۔ یہاں نثری نظم آزاد نظم کے بعد کی منزل ہے۔ اردو میں نثری نظم کا پہلا مجموعہ پگھلا نیم ۱۹۶۴ میں منظر عام پر آیا۔ اردو شاعری میں اس سے پہلے ایسی نظموں پر مشتمل کوئی کتاب منظر عام پر نہیں آئی تھی۔ مقدمہ شعر و شاعری نے نظم معرا اور آزاد نظم کے لیے جواز قائم کیا۔ لیکن خود حالی پابند شاعری سے باہر نہ نکل سکے۔ سجاد ظہیر کی انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے پابند شاعری بھی کی ہے اور نثری نظم بھی لکھی۔ اسطرح وہ نظری اور عملی طور پر ایک ہو جاتے ہیں۔

ہندوستان میں نثری نظم جس وقت سجاد ظہیر، حسن شبیر اور اعجاز احمد کی تخلیقات سے اپنا معیار قائم کرنے کی کوشش کر رہی تھی عین اسی وقت پاکستان میں احمد ہمیش، سلیم الرحمٰن، مبارک احمد اور عباس اطہر کی تخلیقات بھی اس صنف کو فروغ دینے میں مصروف عمل تھیں۔ مبارک احمد، مخزوم منور، قمر جمیل اور سارہ شگفتہ وغیرہ نے باضابطہ نثری نظم کی تحریک چلائی۔ ۱۹۸۰-۱۹۷۰ کی دہائی نثری نظم کے لیے کئی معنوں میں اہم رہی۔ اسی زمانہ میں شعراء کی بڑی تعداد نثری نظم کی طرف مائل ہوئی اور نقادوں نے بھی اس جانب اپنی توجہ مبذول کی۔ خاص طور پر

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنے رسالہ اوراق میں اسے موضوع بحث بنایا۔اس کے بعد طلوع افکار،نوائے وقت اور ادب لطیف نے اس کی طرف توجہ دی۔۱۹۸۴ماہنامہ شاعر نے چار سو صفحات پر مشتمل ایک خاص نمبر شائع کیا۔جو نثری نظم اور آزاد غزل پر مشتمل تھا۔بعض نقادوں نے تو باضابطہ اس کی صنفی نوعیت اور اس کی مبادیات پر گفتگو کی ہے۔اس ضمن میں باقر مہدی،وزیر آغا، سلیم احمد، محمد حسن، گوپی چند نارنگ، شمس الرحمٰن فاروقی نے اپنی متعدد تحریروں میں نثری نظم کے اصول اور اس کی صنفی نوعیت سے متعلق بحث کی ہے۔گوپی چند نارنگ نے ایک جامع اور مبسوط مقالہ نثری نظم کی شناخت تحریر کیا تھا۔جو شب خون میں شائع ہوا۔ نئ نسل کے ایک اہم ناقد ناصر عباس نیرّ نے بھی نثری نظم پر ایک جامع مقالہ لکھا۔نثری نظم کے بارے میں شمس الرحمٰن فاروقی اور عمیق حنفی کا معاملہ بہت واضح نہیں ہے۔وہ کبھی اس صنف کے امکانات سے انکار کرتے ہیں۔تو کبھی ایسی نظموں کی دل کھول کر تعریف کرتے ہیں۔وزیر آغا ابتداء میں نثری نظم کے شدید مخالف تھے۔اسے ناجائز صنف تک کہہ دیا تھا۔لیکن بعد میں وہ خود بھی نثری نظم میں طبع آزمائی کرنے لگے اور اس کے جواز اور امکانات کی طرف اشارے کیے۔

نثری نظم کو ہر نقاد نے اپنے اپنے زاویہ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔کسی کی نظر میں نثری نظم کا تجربہ بہت انوکھا اور نیا ہے تو کوئی اس کی جڑ نثر لطیف اور ادب لطیف پاروں میں تلاش کرتا ہے۔پاکستان میں ۱۹۶۰ کے بعد آنے والی نسل نے نثری نظم کو ایک اہم وسیلہ اظہار کے طور پر اختیار کیا۔پاکستان میں نثری نظم کو ابتداء ہی سے بہت اچھے شعراء مل گئے تھے۔اس سلسلے میں احمد ہمیش، عباس اطہر، محمد سلیم الرحمٰن کے نام لیے جاسکتے ہیں۔بعد ازاں مبارک احمد، سارہ شگفتہ، مخدوم محمد، قمر جمیل، عذرا عباس، شاہین احمد، تنویر انجم وغیرہ نے اسے ایک تحریک کی صورت عطا کی۔

مبارک احمد کو نثری نظم کی ایجاد کا دعویٰ ہے۔ان کی نظموں میں موضوعات و مسائل کا تنوع ہے۔حکیم یوسف حسن کی مرتب کردہ تصنیف "پنکھڑیاں" کے نام سے منظر عام پر آئی جسے آج کی نثری نظم کا نمونہ بخوبی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔مگر حیف! کہ کسی بھی تخلیق کار نے اس سرمایہ شعر و سخن کو نظم کے پیرائے میں شامل کرنے کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔عہد رفتہ رومانویت کا زمانہ تھا جس میں تجریدیت اور تمثیل سے نثری نظموں نے فیض اکتساب کیا مگر شہری زندگی کے معاملات سے جنم لینے والے مسائل و تاثرات ان کا نقطہ آغاز اور حوالہ نہ بن سکے۔وقت کے بدلتے تناظر میں ۱۹۳۶ء میں جنم لینے والی ترقی پسند تحریک نے شاعروں کو تخیل کے آسمان سے اتار کر حقیقت کی دنیا سے روشناس کرایا۔یہی وجہ ہے کہ آج کی نثری نظم رومانویت کی بجائے حقیقت پسندی پر مبنی ہے۔اب بھی بہت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-31

ماخذ تحقیقی مجلہ

سے شاعر ایسے ہیں جو ادبی، سیاسی، سماجی، اخلاقی، جدیدیت، مابعد جدیدیت، نو آبادیات، تاریخیت، نو تاریخیت، تانیثی اور نسائی مسائل کو نثری نظموں کا موضوع بناتے ہوئے کامیابی سے طبع آزمائی کر رہے ہیں۔

بلاشبہ اب بھی جہاں ایک وسیع ادب کا حلقہ اس سے انکار کرتا ہے۔ وہیں پر اس میں تخلیقی اور شعوری تجربات بھی ہو رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج اکیسویں صدی کے شعری منظر نامے پر بھی نثری نظم پوری جولانی سے اپنی مسند خاص پر جلوہ افروز دکھائی دے رہی ہے جس نے اردو نظم کو متنوع موضوعات اور اسلوبیاتی ہیت سے مالا مال کر دیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، مکتبہ، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، بار سوم ۱۹۸۱، ص ۱۰۷-۱۰۶

۲۔ شبلی نعمانی، شعر العجم، جلد اوّل (عباس مروزی سے نظامی تک)، مکتبہ، معارف پریس واقع اعظم گڑھ، طبع سوم ۱۳۳۹ھ، ص ۹۔

۳۔ مسعود حسن رضوی ادیب، ہماری شاعری معیار و مسائل، مکتبہ، مطبع نول کشور لکھنؤ، طبع ہفتم، ۱۹۵۹، ص ۱۲-۱۱

۴۔ ایضاً ص ۲۵

۵۔ جنگ، کراچی، ۱۲۷ اکتوبر، ۱۹۸۱

۶۔ مدیر اعلیٰ افتخار امام صدیقی، ماہنامہ شاعر (نثری نظم اور آزاد غزل نمبر)، جلد ۵۴، شمارہ ۸،۷،۶، مکتبہ: قیصر الادب، سنٹرل پوسٹ آفس ممبئی، ۱۹۸۳، ص ۳۱۹۔

۷۔ ایضا، ص ۳۲۲۔

۸۔ آغا، وزیر، تنقید اور مجلسی تنقید، مکتبہ: اردو زبان ریلوے روڈ سرگودھا، بار اوّل، جنوری ۱۹۷۶، ص ۲۱۲

۹۔ مدیر اعلیٰ افتخار امام صدیقی، ماہنامہ شاعر (نثری نظم اور آزاد غزل نمبر)، جلد ۵۴، شمارہ ۸،۷،۶، مکتبہ: قیصر الادب، سنٹرل پوسٹ آفس ممبئی، ۱۹۸۳، ص ۳۷۵

۱۰۔ ایضا، ص ۱۱۷